روزنامہ الفضل

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

قادیان دارالامان

یوم سہ شنبہ

جلد ۲۹ | ۸ وفا ۱۳۲۰ ہش | ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۰ھ | ۸ جولائی ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۵۲

روزنامہ الفضل قادیان — ۱۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۶۰ھ

مصیبت کے وقت خدا تعالےٰ کی یاد

موجودہ جنگ کے دوران میں دنیا جس ہولناک تباہی اور بربادی میں مبتلا ہے۔ اور روزانہ ہزاروں انسان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ اور بے شمار مال واسباب تباہ ہو رہا ہے۔ اس میں خدائے قہار کی جو اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔ وہ تو اپنے وقت پر رونما ہوتی رہیں گی۔ لیکن ایک عظیم الشان مصلحت جو یہ ہے۔ کہ گمراہ اور انانیت کی شکار مخلوق کو اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اور اسے بتایا جائے کہ انسانی ترقیات اور انسانی ساز وسامان خواہ کتنے ہی عروج کو پہونچ جائیں۔ خدائے قہار کی گرفت کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی وقعت نہیں۔ اور خدا کو بھلا کر دنیا میں ہرگز امن قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ وضاحت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے چنانچہ یورپ کے وہ ممالک جہاں مذہب محض رسم کے طور پر رہ گیا تھا۔ اور خدا کا نام تک لینا دوبھر تھا۔ ان میں اب خاص دن مقرر کر کے خدا سے دعائیں کی جاتی ہیں۔ اس کے آگے گڑگڑایا جاتا اور اس سے التجائیں کی جا رہی ہیں۔ کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ اور مخلوق کو اس عذاب الیم سے بچایا جائے جس میں وہ مبتلا ہے۔

اور تو اور وہ روس جہاں خدا کا نام لینا بہت بڑا جرم قرار پا چکا تھا۔ جہاں عبادت کرنا گناہ تھا۔ جہاں مذہب۔ اور خدا کے متعلق نہایت شرمناک ڈرامے دکھائے جاتے تھے۔ اور جہاں یہ دعوےٰ کیا جاتا تھا۔ کہ اس ملک سے خدا کو نکال دیا گیا ہے۔ وہاں اسی دن سے جبکہ جرمنی نے حملہ کیا۔ خدا تعالےٰ کی یاد عود کر آئی ہے۔ اور مذہب کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے چنانچہ لنڈن کے مشہور اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" کو ماسکو سے بذریعہ بحری تار جو حالات بھیجے گئے ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے۔ کہ روس کے سب سے بڑے پادری سرجی نے ۲۲۔ جون کو یعنی جرمن حملہ کے پہلے ہی دن ایک اعلان جاری کیا جس کی تعمیل میں ۲۸۔ جون کی شب کو ماسکو کے تمام کلیساؤں میں روس اور اس کے مسلح عساکر کی فتح کے لئے دعائیں کی گئیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ میں نے اس وقت دعا اور انابت الی اللہ کے وہ نظارے دیکھے جن کا بولشویکی دور میں تصور بھی ناممکن تھا۔ لوگ دیر تک دعاؤں میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ گھروں میں چلے جانے کے لئے حکومت نے جو وقت مقرر کر رکھا تھا اس کی پابندی نے لوگوں کو گھر چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ وہ تمام پرانے گرجے جن کی ہیئت ہنوز بحال ہے۔ عبادت گزاروں سے بھرے ہوئے تھے۔ روس کے طول و عرض میں جو گرجا بھی عبادت کے کام آ سکتا تھا۔ اس میں بطریق سرجی کی مجوزہ دعا پڑھی گئی۔

بطریق مذکور نے تمام پادریوں۔ اور کلیسائے قدیم کے کارکنوں سے اپیل کی ہے۔ کہ اگر ضرورت لاحق ہو۔ تو اپنی جان تک قربان کر دیں۔ اور اس طرح فسطائی حملہ سے مذہب کا تحفظ کریں۔

بطریق مذکور نے جو اعلان کیا اس میں لکھا:-

خداوند خدا رب الافواج کی مدد سے ہم فسطائیوں کی طاقت اور قوت کو خاک اور راکھ میں ملا دیں گے۔ ہمارے پیش رو بڑے بڑے ہولناک ابتلاؤں کے وقت کبھی بددل نہیں ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ذاتی مفاد اور شخصی خطرات کی کبھی پروا نہیں کی۔ ان کے مدنظر صرف وطن مقدس اور دین مقدس کی حفاظت تھی۔ یہی جذبہ انہیں فتح و نصرت سے ہمکنار رکھتا رہا۔ ہمیں اپنے اسلاف کے باعظمت نام کو بٹہ نہیں لگانا چاہیئے۔ ہماری رگوں میں ابھی قدیم مذہب کی غیرت اور اس کا صالح خون موجود ہے۔ ہمارے سینے ایمان کی روشنی سے منور ہیں۔ مقدس وطن کی سرحدوں کا تحفظ ہمارا سب سے بڑا دینی فرض ہے۔

نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ بطریق سرجی کے ارشاد کی تعمیل میں جن پادریوں نے روسی افواج کے لئے اجتماعی دعائیں پڑھائیں ہجوم اس قدر عظیم الشان تھا۔ کہ بہت سے لوگوں کو گرجا کے اندر جگہ نہ مل سکی۔ اور وہ باہر کھڑے رہے۔ بطریق خود بیمار تھے۔ مگر نماز ادا کرنے کے لئے بستر علالت سے اٹھ کر گرجا میں تشریف لے آئے۔

ذرا غور فرمایئے۔ یہ اس روس کے حالات ہیں۔ جو اپنے ملک سے بظاہر مذہب کا نام و نشان مٹا چکا تھا۔ اور جس کا دعوےٰ تھا۔ کہ ساری دنیا سے مذہب کو نابود کر دے گا۔ آج ایک ہی جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ اب وہ مذہب کے مٹانے کے لئے نہیں۔ بلکہ مذہب کی حفاظت کرنے کے لئے کھڑا ہو رہا ہے۔ وہی فوجیں جو مذہب کا ذکر کرنے والوں کی بیخ کنی پر مامور تھیں۔ آج مذہب پر چلنے والوں سے اپنی کامیابی کے لئے دعائیں کرا رہی ہیں۔

دراصل یہ انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ کہ آرام و آسائش کی زندگی میں اس کے دل و دماغ پر غفلت اور گمراہی کے پردے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پھر وہ اس وقت اترتے ہیں۔ جب کسی دکھ اور مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کو یاد کرتا اور اس سے مدد چاہتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا او قائما۔ یعنی جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو خدا کو پکارتا ہے۔ اور اس کی بے تابی کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ کہ خواہ وہ لیٹا ہو۔ خواہ بیٹھا ہو۔ خواہ کھڑا ہو۔

اس کی زبان پر خدا ہی ہوتا ہے۔ لیکن فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ۔ جب اس کی مصیبت دُور ہو جاتی ہے۔ تو وہ خدا سے اس طرح مونہہ موڑ کر چل دیتا ہے۔ کہ گویا کبھی اسے کوئی تکلیف پہونچی ہی نہیں یہی حال قوموں کا ہوتا ہے۔ آج جبکہ یورپ کی تمام قومیں اور تمام ممالک مصیبت کے گرداب میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں کے لوگ بڑی بے تابی کے ساتھ خدا کو پکار رہے ہیں۔ کاش یہ پکار مستقل ہو۔ اور جب خدا تعالےٰ مصائب سے نجات بخشے۔ تو اس شکر گزاری میں خدا تعالےٰ کی طرف اور زیادہ رجوع ہو ؛

قادیان ۶ وفا ۱۳۲۲ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۰ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں ؛

حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو اب بفضلہ تعالیٰ صحت ہے ثم الحمد للہ

صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ امسال ادیب کے امتحان میں قادیان کی دو طالبات بھی شریک ہوئی تھیں۔ جو خدا کے فضل سے کامیاب ہو گئی ہیں۔ ایک صاحبزادی زکیہ بیگم صاحبہ بنت خان عبد اللہ خان صاحب آف مالیر کوٹلہ ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۱ نمبر حاصل کئے۔ دوسری ناصرہ بیگم صاحبہ بنت خان بہادر شیخ رحمۃ اللہ صاحب جنہوں نے ۲۱۷ نمبر حاصل کئے۔ صاحبزادی صاحبہ موصوفہ پنجاب میں پانچویں نمبر پر آئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام آج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "توضیح مرام" کا امتحان لیا گیا۔ جس میں ۱۵۰ مرد اور ۶۹ خواتین شریک ہوئیں ؛

چند زود نویس نوجوانوں کی ضرورت

چند ایسے احمدی نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو زود نویسی کا ملکہ رکھتے ہوں۔ اور تھوڑے سے تھوڑے عرصہ کی مشق سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریریں اور خطبات عمدگی کے ساتھ قلم بند کرنے کی قابلیت پیدا کر سکیں تنخواہ قابلیت کے مطابق دی جائے گی۔ جو نوجوان اپنے آپ کو اس کام کے اہل سمجھے وہ جلد درخواستیں بھیجدیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

اندرون ہند کے مندرجہ ذیل اصحاب ۲۶/۶/۴۲ سے ۴/۷/۴۲ تک حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے ؛

۱۹۱۸ - احمد الدین صاحب گورداسپور
۱۹۱۹ - محمد صادق صاحب "
۱۹۲۰ - غلام رسول صاحب "
۱۹۲۱ - رسول بی بی صاحبہ "
۱۹۲۲ - مہتاب بی بی صاحبہ سیالکوٹ
۱۹۲۳ - محمد شفیع صاحب "
۱۹۲۴ - رسول بی بی صاحبہ "
۱۹۲۵ - مقبول بی بی صاحبہ "
۱۹۲۶ - نواب بی بی صاحبہ "
۱۹۲۷ - امام بی بی صاحبہ "
۱۹۲۸ - غلام محمد صاحب امرتسر
۱۹۲۹ - ملک دین صاحب سیالکوٹ
۱۹۳۰ - برکت صاحب "
۱۹۳۱ - عائشہ بی بی صاحبہ "
۱۹۳۲ - رشید احمد صاحب "
۱۹۳۳ - مجید احمد صاحب "
۱۹۳۴ - شاہ محمد صاحب "
۱۹۳۵ - فضل بی بی صاحبہ "
۱۹۳۶ - عزیز احمد صاحب "
۱۹۳۷ - سلیمی بیگم صاحبہ "
۱۹۳۸ - خورشید بی بی صاحبہ "
۱۹۳۹ - نبی بخش صاحب گورداسپور
۱۹۴۰ - علی بخش صاحب "
۱۹۴۱ - رحیم بخش صاحب گورداسپور
۱۹۴۲ - فاطمہ بیگم صاحبہ "
۱۹۴۳ - عائشہ بی بی صاحبہ "
۱۹۴۴ - غلام فاطمہ صاحبہ "
۱۹۴۵ - منظور علی صاحب "
۱۹۴۶ - محمد اسلم صاحب "
۱۹۴۷ - عطاء الرحمن صاحب "
۱۹۴۸ - رشید احمد صاحب "
۱۹۴۹ - غلام قادر صاحب سیالکوٹ
۱۹۵۰ - محمد شریف صاحب "
۱۹۵۱ - حسن محمد صاحب بہاولنگر بہاولپور
۱۹۵۲ - خورشید علی صاحب گورداسپور
۱۹۵۳ - عبد الحی صاحب "
۱۹۵۴ - صفیہ بیگم صاحبہ "
۱۹۵۵ - غلام محمد صاحب "
۱۹۵۶ - تاج الدین صاحب "
۱۹۵۷ - غلام نبی صاحب "
۱۹۵۸ - بشیراں صاحبہ "
۱۹۵۹ - محمد حسین صاحب "
۱۹۶۰ - نذیراں صاحبہ "
۱۹۶۱ - حمیدہ صاحبہ "
۱۹۶۲ - سکینہ بی بی صاحبہ زوجہ غلام نبی صاحب "
۱۹۶۳ - جلال دین صاحب گورداسپور
۱۹۶۴ - منظور احمد صاحب "
۱۹۶۵ - بشیراں صاحبہ "
۱۹۶۶ - سکینہ بی بی صاحبہ بنت نواب صاحب "
۱۹۶۷ - سید بی بی صاحبہ "
۱۹۶۸ - برکت بی بی صاحبہ "
۱۹۶۹ - اللہ رکھی صاحبہ "
۱۹۷۰ - عبد الکریم صاحب "
۱۹۷۱ - انوری بیگم صاحبہ بنارس
۱۹۷۲ - کنیز فضہ صاحبہ نظام آباد دکن
۱۹۷۳ - سید اعجاز حسین صاحب نظام آباد دکن
۱۹۷۴ - عبد الحکیم صاحب شمالی ارکاٹ
۱۹۷۵ - عبد العزیز صدیقی صاحب نظام آباد
۱۹۷۶ - محمد ظفر الاسلام صاحب پٹیالہ
۱۹۷۷ - فتح محمد صاحب "
۱۹۷۸ - زمزمی صاحبہ رائچور دکن
۱۹۷۹ - حور النساء صاحبہ شاہجہانپور
۱۹۸۰ - پی محمد صاحب مالابار

زمیندار جماعتیں اور ان کے براہ راست وعدہ کرنیوالے احباب ۳۱ جولائی تک اور شہری جماعتیں اور ان کے براہ راست وعدہ کرنے والے دوست ۳۱ اگست کی شام تک اپنے وعدہ کی رقم مرکز میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔ تا خدا تعالےٰ کے حضور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اپنے اندر سابق کی روح رکھتے۔ اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ؛

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مسئلہ نبوت از روئے دلائل عقلیہ

(۱)

عقل اور شعور کا مادہ ہر انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا عطیہ ہے۔ مگر دُنیا کے تجارب اور مشاہدات بتا رہے ہیں۔ کہ سوائے چند قیاسی یا روزمرہ دکھائی دینے والے امور کے۔ اور کہیں بھی مجرد عقل نفس انسانی کی راہنمائی نہیں کرسکتی۔ مثلاً سُورج چاند کا طلوع اور غروب۔ یا دن رات کی آمد و رفت چونکہ دوری چیزیں ہیں۔ اس لئے بظاہر ان کے جاننے کے لئے عقل کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن گزشتہ یا موجودہ زمانہ کے واقعات کے لئے عقل بعض اور چیزوں کی مرہون محتاج دکھائی دیتی ہے چنانچہ اگر ہمیں گزشتہ زمانہ کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔ تو محض عقل ہمارے لئے کافی نہیں ہوگی۔ بلکہ عقل کو تاریخ کی امداد کی بھی ضرورت ہوگی۔ اسی طرح موجودات کا علم مجرد عقل سے ناممکن ہے مثلاً میز پر ایک کتاب پڑی ہُوئی ہو۔ تو اس کا وجود۔ اس کا حجم۔ اس کا وزن۔ اس کی جسامت۔ اور اس کا رنگ وغیرہ معلوم کرنے کے لئے ہر انسان کے حواس سبعہ کی ضرورت ہوگی پس جبکہ انسانی عقل ماضی اور حال کے کوائف معلوم کرنے کے لئے تاریخ اور حواس سبعہ کی محتاج ہے۔ تو اس سے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دروازہ تک پہنچانے اور اس کا مقرب بنانے کے لئے عقل انسانی کس طرح کافی ہو سکتی ہے عقل بے شک خدا تعالیٰ کا ایک بیش بہا عطیہ ہے۔ اور بے شک عقل سے انسان نیکی اور بدی میں امتیاز کرسکتا ہے۔ مگر اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ عقل انسان کے اندر سے نہیں نکلتی۔ بلکہ ان علوم مشاہدات اور تجارب سے پیدا ہوتی ہے۔ جو انسان بچپن سے حاصل کر رہا ہوتا ہے اور یہ امر تو ظاہر ہی ہے۔ کہ انسان غلط تربیت خراب صحبت۔ ناقص علم یا بعض اور وجوہ سے خارجی اثرات قبول کرنے میں ٹھوکر کھا سکتا ہے۔

پس مجرد عقل جبکہ دُنیوی معاملات میں بھی ہدایت کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ تو کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ روحانی معاملات میں وہ بغیر کسی اور کی مدد کے کام دے سکتی ہے۔ اور رُوحانی امُور میں عقل کا راہنما الہام ہے جو تمام نبوتوں کا سرچشمہ ہے۔

(۲)

نبوت لوگوں کی روحانی بیماریوں کا آسمانی علاج ہے۔ اگر بیماری نہ رہے تو عقلاً کسی دوا کی بھی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر بیماری موجود رہے۔ اور دوا سے انکار کر دیا جائے۔ تو یہ حماقت ہوگی۔ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان بگڑ چکے ہیں۔ ان کی عملی حالت خراب ہو چکی ہے۔ اور ان کے دلوں میں سے روحانیت عنقا ہو چکی ہے۔ مگر وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کہ اس کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھی مبعوث کر سکتا ہے حالانکہ موسیٰ عیسیٰ۔ اور دُوسرے ہزاروں پیغمبر کیوں آئے۔ انہی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے۔ پھر جبکہ آج بھی مرض موجود ہے نبوت سے انکار کرنا بالکل خلاف عقل بات ہے۔

(۳)

نظام عالم میں جہاں اور بہت سے قوانین کام کرتے ہیں۔ وہاں ایک قانون یہ بھی ہے۔ کہ بعض چیزیں اپنے اثرات سے پہچانی جاتی ہیں۔ مثلاً ہم برف کے ٹکڑے کو اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ تو ہمیں ٹھنڈک محسُوس ہوگی۔ آگ کے قریب بیٹھیں۔ تو گرمی محسُوس ہوگی۔ خوشبو لگائیں تو دماغ معطر ہو جائے گا۔ اور اگر بدبو کے پاس سے گزریں۔ تو سردرد شروع ہو جائے گا۔ اس طرح ہر شخص اپنے ماحول کی اشیاء سے متاثر ہوتا۔ اور اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں چیز اچھی ہے۔ اور فلاں چیز بُری۔ اچھی چیز کے متعلق اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ قائم رہے۔ اور بُری چیز کے متعلق اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وُہ اس کی نظروں سے دُور ہو جائے اس نظریہ کے ماتحت آپ امر نبوت کو لیں۔ اور دیکھیں۔ کہ وُہ اچھی چیز ہے۔ یا بُری۔ اور اس کے اثرات نوع انسانی پر مہلک ہیں۔ یا مفید۔ تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھ لیں۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ انبیاء کے ذریعہ دنیا میں عظیم الشان انقلاب بپا ہُوئے اور انہوں نے گناہوں کو دور کرنے اور نیکی کے پھیلانے کے لئے جو جد وجہد کی اس کی نظیر اور لوگ پیش نہیں کر سکے۔ ایسی پاک اور مفید چیز کے متعلق یہ کہنا۔ کہ اب وُہ ختم ہو گئی اسے تو عقل انسانی ایک لمحہ کے لئے بھی باور نہیں کرسکتی۔ نہ معلوم کس طرح مسلمان یہ برداشت کر رہے ہیں۔ کہ نبوت ختم ہو گئی۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ (نعوذ باللہ) بُرائی رہ گئی۔ اور نیکی ختم ہو گئی۔ مگر اس نظریہ کو عقل تسلیم نہیں کر سکتی۔

(۴)

آپ دن اور رات پر غور کریں روزانہ مشرق سے سُورج چڑھتا۔ اور ظلمتیں کافور کر دیتا ہے۔ مگر آپ یہ نہیں کہتے۔ کہ سُورج کل جو چڑھا تھا۔ آج چڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ یا گزشتہ ماہ چاند نکلا تھا۔ اس ماہ اگر نہ نکلے۔ تو کیا حرج ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ آپ کو سُورج کی روزانہ ضرورت ہے۔ کیونکہ روزانہ تاریکی آ جاتی ہے۔ اور تاریکی دُور نہیں ہو سکتی۔ جب تک سُورج نہ چڑھے۔ اسی طرح نبوت کا حال ہے نبی ایک سُورج ہوتا ہے۔ وُہ چڑھتا اور تمام عالم کو بقعۂ نور بنا دیتا ہے مگر ایک میعاد مقررہ کے بعد نبی فوت ہو جاتا۔ اور اس کے فیوض کا سلسلہ بھی کچھ عرصہ جاری رہ کر بند ہو جاتا ہے دُنیا پھر تاریکی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ دُور لمبا ہوتا ہے۔ تو وُہ روشنی کے لئے بے قرار ہو جاتی ہے ہمارے نظریہ کے مطابق دن اور رات کا یہ دَور اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ عالم روحانی میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اور ہر روحانی تاریکی کے بعد نبوت کا سُورج نبی نوع انسان پر طلوع ہونا چاہیئے۔ مگر عام مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان پر تاریکی ہی رہے۔ اور قیامت تک وُہ اسی تاریکی میں پڑے رہیں۔ غور کر کے دیکھ لیا جائے۔ کہ ان دونوں میں سے عقلاً کونسا امر قرین قیاس ہے۔ تاریکی کو تو کوئی انسان پسند نہیں کر سکتا۔ بجز شپرہ چشم لوگوں کے۔ رہا نور سو وُہ بغیر انبیاء کی بعثت کے ظاہر نہیں ہُوا کرتا۔ پس نبوت کی ضرورت مسلّم ہے۔

بجٹ سال ۴۲-۱۹۴۱ء جلد تشخیص کئے جائیں

۲۱-۱۳۲۰ ہش

مندرجہ ذیل شہری جماعتوں کی طرف سے ابھی تک بجٹ سال ۴۲-۱۹۴۱ء تشخیص ہو کر نہیں آئے۔ احباب اس بارے میں فوری توجہ فرمائیں:-

گجرات۔ منڈی بہاء الدین۔ جہلم۔ پنڈ دادنخان۔ راولپنڈی۔ چک امرالی۔ کنڈیاں۔ جام پور۔ راجن پور۔ ایبٹ آباد۔ مانسہرہ۔ پشاور۔ مردان۔ دانو کیمپ۔ ٹانک ٹوپی۔ پاڑہ چنار۔ ملتان۔ کھروڑ پکا۔ بہاول نگر۔ خانیوال۔ کوٹ ادو۔ لودھراں۔ رحیم یار خان۔ میاں چنوں۔ دھاڑی منڈی۔ پاک پٹن۔ اوکاڑہ۔ لجنہ اماء اللہ منٹگمری صدر گوگیرہ۔ ربنالہ خورد۔ فیروز پور شہر۔ فیروزپور چھاؤنی۔ فرید کوٹ۔ موگہ۔ زیرہ کوٹ کپورا۔ جالندھر شہر۔ جالندھر چھاؤنی۔ کپور تھلہ۔ بنگہ۔ نکودر۔ (باقی)

(ناظر بیت المال۔ قادیان)

صحیح عقیدہ نبی کی زندگی میں ہوتا ہے

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام جو لوگوں کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ اپنی زندگی میں اپنی امت کے عقائد و اعمال کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور امت کے لوگوں کو عقائد حقہ پر قائم کر دیتے ہیں لیکن ان کی وفات کے بعد بعض لوگ ان عقائد و اعمال کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ صراط مستقیم سے برگشتہ ہو کر کسی دوسری طرف نکل جاتے ہیں:-

قرآن کریم کی سورہ مائدہ کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان درج ہے فرماتے ہیں۔ کہ جب تک میں اپنی قوم میں رہا۔ انکے عقائد و اعمال کی نگرانی کرتا رہا۔ وہ بگڑے نہ تھے۔ لیکن وفات کے بعد کا مجھے علم نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بخاری میں آتا ہے کہ آپ حوض کوثر پر ہوں گے کہ فرشتے آپ کی امت میں سے بعض لوگوں کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے انہیں دیکھ کر آپ فرمائیں گے۔ اے میرے رب یہ تو میرے صحابہ ہیں خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ اے رسول تجھے علم نہیں کہ تیرے بعد یہ کن بدعات میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں وہی جواب دوں گا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیں گے۔ اور کہوں گا وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (بخاری پ ۲۷) کہ اے خدا جب تک میں ان میں رہا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ پھر تو ہی نگران تھا۔ اس میرے جواب پر کہا جائے گا۔ کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے۔ اور ان عقائد و اعمال کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ جو تیری زندگی میں کرتے تھے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب فرشتے بعض لوگوں کو پکڑ کر جہنم کی طرف لے جائیں گے تو میں کہونگا انھم منی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی (بخاری پ ۲۷) کہ یہ لوگ مجھ سے ہیں۔ اور میرے تعلق والے ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ تجھے علم نہیں کہ تیرے بعد یہ کن نئی باتوں میں پڑ گئے ہیں کہوں گا کہ دوری ہو دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے بعد تبدیلی کر لی۔ اور اپنے صحیح عقائد و اعمال کو ترک کر دیا۔

قرآن کریم اور حدیث کا مندرجہ بیان اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ نبی کی زندگی میں امت کے عقائد اور اعمال درست ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ لیکن نبی کی وفات کے بعد کے عقائد و اعمال میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ پس اگر ہم قرآن کریم اور حدیث کے اس بیان کی روشنی میں دیکھیں اور مبایعین اور غیر مبایعین کے مابین فیصلہ چاہیں تو نہایت آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے

ظاہر ہے کہ ہم اپنے عقائد کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات جو فیصلہ کے لئے اصل چیز ہیں کے علاوہ خود غیر مبایع اکابرین کے بیانات پیش کرتے ہیں۔ جو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دے چکے ہیں۔ اور جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے موجودہ عقائد ان کے سابقہ عقائد سے بالکل مختلف ہیں۔ اور یہی بات ہمارے حق پر اور غیر مبایعین کے باطل پر ہونے کی دلیل ہے۔ حیرت ہے کہ غیر مبایع اصحاب اپنے ان عقائد و اعمال کو تو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں رکھتے تھے۔ اور جن سے وہ اب بالکل روگرداں ہیں۔ بلکہ سارا مدار ان کا ان عقائد و اعمال پر ہے جو ۱۹۱۴ء کے بعد انہوں نے گھڑے۔ اور جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قطعاً علم نہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں یہ فرمائیں گے۔ کہ جب تک میں اپنی جماعت میں رہا۔ اس کی نگرانی کرتا رہا۔ اس کے عقائد و اعمال میں تبدیلی نہ آئی تھی۔ اور اے خدایا جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ اس کے بعد کا مجھے علم نہیں۔ تو آپ اس فرمانے میں حق بجانب ہونگے۔ اور آپ کا قاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی فرمانا بجا ہوگا۔ کہ جن لوگوں نے میرے بعد تبدیلی کی وہ مجھ سے دور رہیں؛

عجیب بات ہے کہ اگلے جہاں کے متعلق تو سحقاً سحقاً کے الفاظ تھے ہی۔ مگر غیر مبایعین نے اس دنیا میں اپنے آپ کو قادیان سے دور کر لیا۔ اور جا کر لاہور مرکز بنا لیا۔ کاش یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفا کی تحریریں نہیں دیکھنا چاہتے۔ تو ۱۹۱۴ء سے پہلے کی اپنی ہی تحریریں دیکھ لیں۔ کہ وہ کن عقائد کا اظہار کیا کرتے تھے۔ تبدیلی کا فیصلہ تو ان کی اپنی تحریریں ہی کر دیتی ہیں۔

قمر الدین مولوی فاضل قادیان

میاں امام الدین صاحب کا سانحہ ارتحال

اور

ان کی زندگی کا مختصر حال

احباب کرام کو اخبار الفضل سے معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ میرے والد ماجد میاں امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ۸ ہجرت بروز جمعہ اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے آمین مجھے ان کی اس دار فانی سے رحلت کی افسوسناک خبر ۱۰ ہجرت بروز ہفتہ ساڑھے گیارہ بجے بذریعہ تار ملی۔ اسکے بعد بروز سہ شنبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے تعزیت کا تار پہونچا۔ جس میں حضور نے والد صاحب کی وفات کی خبر دینے کے علاوہ ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ نیز سارے خاندان کے لئے بھی کہ اللہ تعالےٰ ہمارا والی و ناصر ہو۔ حضور کا تار میرے لئے خاص طور پر باعث ازدیاد تسکین ہوا۔ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"۔

جب ہفتہ کے روز مجھے یہ غیر متوقع اندوہناک خبر ملی۔ اس وقت چند منٹ تک تو سکون و جمود کی حالت طاری رہی۔ پھر والد صاحب مرحوم کے ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے جانے کے تصور اور ان کی تکالیف کے خیال نے جو انہوں نے میرے بچپن سے لے کر اب تک میری خاطر اٹھائیں۔ اور پھر اپنی کوتاہیوں کو یاد کر کے جو میری طرف سے ان کی خدمت کے سلسلہ میں ہوئیں۔ سخت حزین و شرمسار ہوا۔ جب میں استغفار پڑھتا اور مرحوم کے لئے دعا کرتا ہوا اضطرابی و بے چینی کے عالم میں ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں چکر لگا رہا تھا۔ اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ تو اچانک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام میری زبان پر جاری ہوا۔ "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر" پس میں نے قبول کیا۔ اور تذکرہ کھول کر دیکھا تو اس سے پہلے یہ الہام تھا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور تفہیم یہ لکھی تھی کہ اے اہل خانہ خدا تعالےٰ تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے۔ تا معلوم ہو کہ اس کے ارادہ پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں۔ اور تا وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے۔ جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ پس خدا تعالےٰ کے ارادہ پر آمنّا کہا اور سمجھا۔ کہ یہ ایک خدائی امتحان ہے۔ اور شائد اس سے اللہ تعالےٰ کو ہمارے قصوروں اور گناہوں کو بخشنا مد نظر ہے۔

حزن و خوشی کے دو مختلف جذبات

مجھے اس افسوسناک خبر سے اضطراب و حزن ہوا۔ اس خیال سے کہ ہمارے خاندان سے ایک نافع وجود اٹھ گیا۔ جو ہر روز ہمارے لئے دعائیں کرتا تھا۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی خیال آیا۔ کہ آپ ایک خوش قسمت انسان تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کا زمانہ پایا۔ جس کے دیکھنے کی کروڑوں انسانوں نے خواہش کی لیکن وہ اپنی خواہش پورا کئے بغیر اس دنیا سے چل بسے۔ لیکن والد صاحب مرحوم نے نہ صرف اس مبارک موعود کا زمانہ ہی پایا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے آپ کو ان کے اولین صحابہ اور خدام سے ہونے کا شرف بخشا۔ اور خدا کے مقدس مسیح نے انکے حق میں اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔ کہ انہوں نے بیعت کے عہد کو کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے پورا کر دکھایا۔

پھر مصلح موعود کی خلافت کے عہد مبارک سے بھی ایک لمبا زمانہ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اس لئے ان کے حسن خاتمہ پر نظر کرتے ہوئے دل میں ایک خوشی کا جذبہ بھی ہے۔ کیونکہ آپ کا سانحہ ارتحال شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مصداق ہے ؎

عروسی بود نوبت ماتمت
اگر برنکوئی بود خاتمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذرہ نوازی

والد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ دعویٰ مسیحیت سے قبل بھی حضرت اقدس کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ قادیان میں کثرت آمد و رفت کی وجہ تعلقات رشتہ داری بھی تھی اس لئے کہ ہماری دادی مرحومہ جو مقبرہ بہشتی میں مدفون ہیں وہ میاں شریف کشمیری کے والد صاحب کی پھوپھی تھیں۔ اس لئے جب قادیان آتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ملاقات کرتے۔ آپ کا بیعت نمبر اس رجسٹر میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے بھی بیعت کرنے والوں کے نام لکھے ہیں اغلباً ۱۵۰ ہے۔ حکیم غلام حسین صاحب لائبریرین نے مجھے وہ رجسٹر دکھایا تھا۔ اور میں نے انکی بیعت کا نمبر لکھ دیا تھا۔ مگر وہ یادداشت اس وقت یہاں میرے پاس نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں بیعت لینی شروع کی تھی جب آپ اس سفر سے تشریف لائے۔ اور والد صاحب کو حضور کے بیعت لینے کا علم ہوا۔ تو تینوں بھائیوں میاں جمال الدین صاحب مرحوم اور میرے والد صاحب مرحوم اور میرے چچا میاں خیر دین صاحب نے بیعت کر لی بعد میں میرے دادا اور دادی صاحبہ نے بھی بیعت کر لی بیعت کے بعد جوں جوں عرصہ گزرتا گیا آپ کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھتا گیا۔ حضرت مسیح موعود ؑ نے جس قسم کی محبت اور شفقت کا ان تینوں بھائیوں سے اظہار کیا۔ اس کا اندازہ لگانا میری طاقت سے باہر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے پہلے جب قادیان آتے تو اپنے رشتہ داروں کے ہاں کھانا کھاتے۔ لیکن دعویٰ کے بعد جب ان کی آمد و رفت سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کی وجہ سے زیادہ ہو گئی۔ تو کسی گفتگو کے سلسلہ میں جیسا کہ میں نے والد صاحب سے سنا ہے۔ حضرت اقدس ؑ نے فرمایا۔ کہ اب سے آپ ہمارے مہمان ہیں۔

والد صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد جب ہم قادیان آتے۔ تو اکثر حضور کے دسترخوان اور لنگر سے ہی کھاتے۔ ظاہری لحاظ سے تینوں بھائی غریب تھے لیکن دل کے غنی تھے۔ اور ہر حال میں قانع اور خدا تعالیٰ کے شکر گزار تھے میں جب اپنے والد صاحب مرحوم کی زندگی پر غور کرتا ہوں۔ اور یہ کہ جس رنگ میں وہ اپنے ہاتھوں کی کمائی اور محنت شاقہ سے اپنے کنبہ کی جو آٹھ افراد پر مشتمل تھا پرورش کرتے رہے۔ اور اس میں ہمیشہ خوشی محسوس کرتے رہے تو ان میں قناعت اور خدا تعالیٰ پر توکل کا ایک نمونہ پاتا ہوں بے شک وہ غریب گمنام ایک چھوٹے سے گاؤں کے رہنے والے تھے۔ لیکن وہ خدا جو اپنے نبیوں کے ذریعہ چھوٹوں کو بڑا۔ اور ادنےٰ کو اعلےٰ اور حقیروں کو معزز بنایا کرتا ہے۔ اس نے انہیں بھی اپنے مقدس مسیح کا مخلص اور جاں نثار بنا دیا۔ جس نے گزشتہ انبیاء کی طرح جن کی نظر ظاہری دولت اور دنیاوی حیثیت پر نہیں ہوتی بلکہ دلوں پر ہوتی ہے اپنی محبت سے نوازا۔ اور ان کا اپنی کتب و اشتہارات میں نہایت محبت اور پیار کے الفاظ میں ذکر فرمایا۔ چنانچہ ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳ صحابہ کی جو فہرست لکھی ہے اس میں ان تینوں بھائیوں کا مع اہل بیعت ذکر فرمایا ہے۔ پھر اسی ضمیمہ میں عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کے نتیجہ میں حضور نے ایک نشان اپنی جماعت کی ترقی اور اس کا اخلاص اور مالی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے تینوں بھائیوں اور ان کے دوست منشی عبدالعزیز صاحب کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے :-

"میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال دین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی۔ جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے۔ کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۳۰)

اسی طرح جب حضور نے منارۃ المسیح پر سو سو روپیہ دینے والوں کے اسماء کی فہرست لکھی۔ تو ان تینوں بھائیوں اور دادا صاحب مرحوم چاروں کی طرف سے ایک سو روپیہ منظور فرما کر ان کے اسماء بھی تحریر فرمائے۔ اور جب حضرت اقدس ؑ نے حضرت مسیح ناصری کے آثار کی تلاش کرنے کے لئے نصیبین بھیجنے کے لئے تین اشخاص کا ایک وفد تیار کیا۔ جن میں ایک میرے تایا مرحوم تھے۔ تو اس وقت ان کے اخراجات سفر وغیرہ کے لئے جب حضرت اقدس نے تحریک کی۔ تو منشی عبدالعزیز صاحب اور تینوں بھائیوں نے اس میں حصہ لیا۔ چنانچہ حضرت اقدس اشتہار جلسۃ الوداع (ضمیمہ اشتہار للانصار ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء) میں ان کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا :

"اخویم منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس ۲۵ روپے دئیے ہیں۔ اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور۔ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین۔ اور میاں خیر الدین نے بچاس روپیہ دئیے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں۔ گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا۔ وہ سب لے آئے ہیں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ جیسا کہ بیعت میں شرط تھی"

میں نے اس وقت بھی منشی عبدالعزیز صاحب کا ساتھ ہی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا اکٹھا ذکر کرتے رہے ہیں جیسا کہ میں نے ۱۳۱۹ ہجری میں اپنے ایک مضمون میں جو جوبلی خلافت کے متعلق لکھا تھا۔ ذکر کیا تھا۔ اس کے اخبار الفضل میں چھپنے کے بعد عزیزم مولوی قمر الدین صاحب نے مجھے لکھا۔ کہ جب یہ مضمون چھپا۔ تو والد صاحب مرحوم۔ اور چچا صاحب اور منشی عبدالعزیز صاحب ان کے مکان پر آ گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و شفقت۔ اور حضور ؑ کی ذرہ نوازی اور احسانات کا دیر تک ذکر کرتے رہے۔ اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔ بے شک وہ غریب تھے لیکن اس غربت پر ہزاروں امارتیں قربان۔ بڑے بڑے امیروں۔ دولت مندوں۔ اور بادشاہوں کے نام دنیا سے مٹ جائیں گے۔ اور ان کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا۔ لیکن یہ "تینوں غریب بھائی" اور ان کے دوست "منشی عبدالعزیز صاحب" آسمانی بادشاہت کے فرزندوں کا نام رہتی دنیا تک جریدۂ عالم پر ثابت و قائم رہے گا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جماعت احمدیہ سیکھواں

ہمارے گاؤں سیکھواں میں احمدیہ جماعت تینوں بھائیوں کی تبلیغ سے قائم ہوئی۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ۱۹۰۲ء میں اپنے جریدہ الحکم جلد ۱۱ مورخہ ۲۴ جون میں زیر عنوان "ضلع گورداسپور میں میرا دورہ" سیکھواں کی جماعت کے افراد کی تعداد مع بچوں کے ۸۰ ذکر کرکے تحریر فرماتے ہیں :-

"اس گاؤں میں احمدیت کا محرک اور بانی ایک کشمیری خاندان ہے۔ اور وہ تین بھائی میاں جمال الدین۔ امام الدین۔ خیر الدین ہیں۔ حضرت اقدس

کے ساتھ ان کو بہت محبت اور اخلاص ہے۔ یہ تینوں بھائی ایک دوسرے سے اخلاص میں بڑھے ہوئے ہیں۔ بڑے مستعد اور جواں ہمت ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان کا ایک پرانا دوست اور دینی بھائی منشی عبدالعزیز پٹواری سیکھواں ہے۔ یہ شخص اپنے اخلاص کا آپ نمونہ اور نظیر ہے۔ صرف سیکھواں ہی نہیں بلکہ ضلع گورداسپور کے دیہات کی بہت سی جماعتیں اُن سے مستفید ہوئیں۔ تینوں بھائیوں نے بہت سے مقامات پر تبلیغ کی۔ اور مباحثات بھی کئے۔

تبلیغ اور سلسلہ کے دیگر کام

والد صاحب مرحوم کو میں نے کئی دفعہ غیر احمدیوں کو تبلیغ کرتے سنا ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کے لئے اکثر آپ کے الہامات اور ربانی تائیدات اور پیشگوئیاں جن کے وقوع کے وہ خود چشمدید گواہ تھے پیش کیا کرتے تھے۔ مولوی کرم الدین والے مقدمہ کے حالات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سفر جہلم نیز ہنری مارٹن کلارک والے مقدمہ اور دیگر مقدمات جو گورداسپور میں ہوئے اور ان کے متعلق جو پیشگوئیاں پوری ہوئیں ان کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ ان سب مقدمات کے وہ چشمدید گواہ تھے۔ یہ سب واقعات میں نے ان سے کئی مرتبہ سنے تھے۔ گورداسپور کے مقدمات کے سلسلہ میں آپ کو مرکز سے اگر گورداسپور جلسہ کا انتظام کرنے کی کوئی اطلاع ملی۔ تو آپ خواہ بارش ہوتی یا رات کا وقت ہوتا۔ ہر حال میں وہاں پہنچتے تھے۔ میرے ننھیال (بھاگو والہ) میں جب جاتے وہاں تبلیغ کیا کرتے۔ پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد جب آپ وہاں گئے۔ تو وہاں کے آریہ سرداروں نے آپ کو مارنے کیلئے ایک منصوبہ کیا۔ وہ واقعہ لمبا ہے۔ یہاں اس کا آخری حصہ درج کرتا ہوں۔ سرداروں نے اپنے مکان پر بلوا کر جہاں گاؤں کے اور سرکردہ بھی جمع تھے۔ ان پر اس قسم کے الزامات لگانے شروع کئے۔ کہ آپ یہاں فساد کروانا چاہتے ہیں مگر ثابت کوئی بات نہ کرسکے۔ نیز ان سے یہ تحریر بھی مانگی۔ کہ وہ پھر کبھی بھاگو والہ نہیں آئینگے آپ نے انکار کر دیا۔ سردار نے کہا لکھنا پڑیگا۔

والد صاحب نے جواب دیا۔ میں کبھی نہ لکھوں گا۔ سردار نے ایک شخص سے کہا۔ قلم دوات لاؤ۔ اتنے میں میرے نانا جان میاں کریم بخش مرحوم کو پتہ لگ گیا۔ اور وہ وہاں پہنچ گئے۔ اور والد صاحب سے کہا۔ تمہیں یہاں کس نے بلایا ہے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر مجلس سے باہر نکال لائے والد صاحب کا خیال تھا۔ کہ جو لوگ وہاں جمع تھے وہ نہیں جانے دیں گے۔ مگر نانا مرحوم کی جرأت کا ان پر کچھ ایسا رعب پڑا۔ کہ سب خاموش رہ گئے۔ دوسرے روز جب اپنے گاؤں سیکھواں واپس آنے لگے تو گھسیٹا نام نمبردار سے جو آپ کا واقف تھا۔ اور اس مجلس میں حاضر تھا۔ سرداروں کی اس کارروائی کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ آپ سے گفتگو کا سلسلہ بھی میری رائے کی بنا پر شروع ہوا تھا۔ ورنہ تجویز یہ تھی۔ کہ آپ کو اندر بلا کر خوب مارا جائے۔ اور چوری وغیرہ کا الزام لگا دیا جائے۔ اس نے وجہ یہ بتائی۔ کہ سرداروں کا خیال ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کا قاتل چھینہ سٹیشن سے اتر کر تمہاری معرفت قادیان گیا۔ اور انعام واکرام پاکر واپس ہوا۔ آپ نے اصل حقیقت بتائی۔ مگر اس پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آپ نے سارا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا۔ اور حضور نے اپنا الہام و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ پڑھا۔

سلسلہ کی طرف سے جو تحریکات ہوتیں۔ ان میں بقدر استطاعت حصہ لیتے۔ اور سلسلہ کی طرف سے جو کام آپ کے سپرد کیا جاتا۔ وہ رضا کارانہ احسن طریق پر بجا لاتے۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے انہیں صبح کے وقت بلا ناغہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھا ہے آواز اچھی تھی۔ کام کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار بہ آواز بلند پڑھا کرتے تھے۔ بچپن سے میں نے انہیں فارسی قصیدہ مندرجہ ازالہ اوہام کے شعر پڑھتے ہوئے کئی مرتبہ سنا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو انہوں نے خدا کی پیشگوئیوں کے مطابق جلد جلد بڑھتے دیکھا۔ اس لئے حضور کی ان کے دل میں بہت عظمت تھی۔ جب شیخ مصری کا فتنہ اٹھا۔ اور ان کے خلاف اشتہارات نکالنے کی تجویز ہوئی۔ تو میں نے والد صاحب کی خدمت میں لکھا۔ کہ وہ اس تحریک میں میری طرف سے دو روپیہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خود حاضر ہو کر پیش کریں۔ اس ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا۔ بعد میں میں نے کچھ اپنے متعلق حضور سے عرض کرنا چاہا۔ لیکن مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ اور کچھ نہ کہہ سکا۔ حضور سے ملاقات کرتے وقت ان کی اکثر یہی کیفیت ہؤا کرتی تھی

میری تربیت

میری تربیت اور تعلیم میں والد صاحب کا بہت دخل ہے۔ آپ کا نیک نمونہ ہر وقت میرے لئے خضر راہ رہا۔ تینوں بھائیوں میں سے سب سے زیادہ جو قادیان میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے آیا کرتے تھے وہ والد صاحب مرحوم تھے۔ میں پانچ چھ سال کا تھا۔ جب سے مجھے والد صاحب کے ہمراہ قادیان میں جمعہ کی نماز پڑھنے کیلئے آنا جانا یاد ہے۔ پھر طاعون کے ایام میں رب کل شیء خادمک وغیرہ دعائیں بچپن سے انہی کی سکھائی ہوئی مجھے یاد ہیں۔ میں گاؤں کے مدرسہ میں ہی تعلیم پاتا تھا۔ کہ اخبار بدر الحکم۔ اردو ریویو کے پرچے مجھ سے پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔ پھر ایک دن ایسا آیا جو میری زندگی کے مستقبل کیلئے ایک فیصلہ کن دن کہنا چاہیئے۔ جب میں مدرسہ احمدیہ کی دوسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ اسوقت ہم سات طالب علم گاؤں سے روزانہ آیا کرتے تھے لیکن جب میں تیسری جماعت میں ہؤا۔ تو اسوقت صرف مولوی قمر الدین صاحب اور میں رہ گئے تھے اور دونوں ہی سکول چھوڑنے کا ارادہ کیا کرتے تھے۔ موسم گرما کی ڈیڑھ ماہ کی رخصتوں کے بعد جب مدرسہ جانے کا دن آیا۔ تو میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ صبح چار پانچ بجے کے قریب جب کہ ابھی اندھیرا ہی ہوتا تھا۔ ہمیں گاؤں سے چلنا پڑتا تھا۔ تا سکول میں وقت پر حاضر ہو جائیں۔ تب میرے والد صاحب نے مجھے مارا۔ اور تقریباً ایک میل تک ساتھ آئے میں ہچکیاں لیتا روتا ہؤا ان کے ساتھ چلا گیا اس کے بعد ہم کچھ مدت کیلئے اپنے رشتہ دار کے گھر قادیان رہنے لگے۔ پھر اس کے بعد سکول چھوڑنے کا خیال نہیں آیا۔ وہ دن تھا۔ اگر اس دن والد صاحب سختی نہ کرتے تو نہ معلوم میری زندگی کا مستقبل کیا ہوتا۔ انکی اس سختی کو یاد کر کے میں ہمیشہ ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔

صبر و استقلال

میں جب فلسطین میں تھا۔ اور مخالفت کا بازار گرم تھا۔ بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک میری مخالفت کر رہے تھے بعض مشائخ میرے مونہہ پر کہتے تھے کہ تم قتل کے سزا وار ہو۔ انہی ایام میں میرے اکلوتے بھائی نذیر احمد صاحب مرحوم وفات پا گئے۔ انہوں نے اپنے آخری ایام میں مجھ سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا والد صاحب نے مجھے لکھا۔ کہ تمہاری والدہ کی خواہش تھی۔ کہ حضرت صاحب سے عرض کروں لیکن تم تبلیغ کے کام میں مصروف ہو۔ میں نے کہنا مناسب نہ سمجھا۔ لیکن اس سے قبل کاکو (میری پھوپھی صاحبہ عرف مائی کاکو) نے ایک دفعہ حضور سے عرض کیا تھا۔ تو حضور نے فرمایا۔ ہمیں انکے متعلق آپ کی نسبت زیادہ فکر ہے۔ چند روز کے بعد بھائی مرحوم کی وفات کی خبر ناظر صاحب تبلیغ کی طرف سے بذریعہ تار پہنچی۔ بعد میں والد صاحب مرحوم کا خط ملا جسمیں آپ نے قضاء الہٰی پر رضا کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ تمہاری والدہ نے بھی قابل تعریف صبر کا نمونہ دکھایا ہے۔

انگلستان کا سفر

جب میں انگلستان آنے لگا۔ تو میں نے والد صاحب سے عرض کیا۔ کہ وہ اب گاؤں سے قادیان آ جائیں۔ چنانچہ اس وقت سے وہ گاؤں چھوڑ کر قادیان رہتے تھے۔ اور ان کی موجودگی سے میں خانگی امور کی طرف سے بالکل بے فکر اور مطمئن تھا۔ گذشتہ سال آپ نے مجھے لکھا۔ کہ عزیز حمید احمد اور عزیزہ محمودہ (میرا بھتیجہ اور بھتیجی) اب جوان ہو گئے ہیں۔ اور ان کی شادیاں کرنی ہیں۔ سب کی رائے یہ ہے۔ کہ تمہارے واپس آنے تک ملتوی رکھی جائیں میں نے جواب دیا۔ کہ میری واپسی میرے اختیار میں تو ہے نہیں۔ نہ معلوم مجھے کتنی مدت ٹھیرنا پڑے۔ آپ گھر میں موجود ہیں۔ آپ عزیزوں کی شادیاں کر دیں۔ چنانچہ اس سال اپنے آخری خط میں جو یکم مارچ کا لکھا ہؤا ہے اور مجھے اپریل کے آخر میں ملا لکھا۔ اب حمید احمد کی شادی کی تیاری ہو رہی ہے۔ بہتر تو یہ تھا۔ کہ آپ عزیز کی اس شادی میں شمولیت ہوتی۔ مگر حضرت صاحب کی طرف سے ابھی کوئی خبر نہیں سنی۔ کہ آنے کی کب اجازت ہوگی۔ اور جنگوں کے باعث بھی روک ہو رہی ہے۔ کیونکہ آجکل آنا جانا مشکل

ہوگیا ہے۔ شائد اسمیں اللہ تعالےٰ کا کیا منشا ہے شائد اَنعزیز کی معرفت کوئی نشان قائم ہونا ہو۔ سب چیز خدا کے دست قدرت میں ہے۔ گذشتہ سال حمید کی شادی کے متعلق لکھا تھا۔ تو اسکا جواب یہ آیا تھا۔ کہ میرے اختیار میں کیا ہے میرے باعث شادی کو نہ روکنا۔ اس واسطے سال گذر جانے کے بعد تیاری ہوگئی ہے۔" (یہ شادی کرنے کے چندروز بعد ہی آپ فوت ہوگئے)۔

ندائے غیب

کبھی کبھی والد صاحب اپنے خطوط میں اپنے قویٰ میں ضعف آنیکا بھی ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کو اپنی وفات کا احساس بھی بہت بڑھ گیا۔ اور اپنی زیادتی عمر کیلئے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ چنانچہ آپ نے اپنے خط مورخہ ۱۱ ۷/۳۷ میں مجھے لکھا۔ "میں جب بیمار تھا۔ اور اپنی فصل ربیع کٹوانیکے لئے گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ مجھے کچھ بخار دکھانسی تھی۔ عشاء کے بعد جب میں چارپائی پر لیٹ گیا۔ تو مجھے خیال آیا۔ ابھی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر میری اجل قریب ہے۔ تو تو (انجلا) زیادہ کر سکتا ہے کیونکہ مولوی جلال الدین یہاں نہیں۔ عمر زیادہ کرنیسے تیری ذات کو کوئی روکنے والا نہیں۔ جب صبح قریباً تین بجے تھے۔ مجھے آواز آئی۔ السلام علیکم بڑی بلند آواز سے۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے چارپائی کے چاروں طرف دیکھا۔ تو کوئی شخص معلوم نہ ہوا۔ میں نے سمجھا۔ کہ فرشتہ کی طرف سے سلامتی کا لفظ ہے۔ ابھی اچھی عمر کا کچھ حصہ رکھا ہے یہ اسکا فضل ہے۔" اس کے بعد آپ تقریباً چار سال تک زندہ رہے۔

دعا

اے میرے خدا! میں اپنے پیارے محسن باپ کی جدائی پر جو تیرے ارادہ اور قضاء سے واقع ہوئی راضی ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنے اکلوتے بھائی کی وفات پر تیری قضاء پر رضا کا اظہار کیا تھا۔ اے میرے پیارے مولا! تو جانتا ہے۔ کہ جب سے مجھے یہ افسوسناک خبر ملی ہے۔ کتنی مرتبہ میرا گنہگار اور شرمسار دل تیرے حضور گداز ہو کر تجھ سے مغفرت کا خواہاں ہوا۔ اے غفور و رحیم خدا! میں اپنے دل میں ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے میرے محسن باپ کی خدمت کے سلسلہ میں ہوئی ہوں۔ سخت نادم اور پشیمان ہوں۔ پس تو میرے گناہوں اور قصوروں کو معاف فرما۔ اور مجھے توفیق بخش کہ میں اپنے پیارے باپ کی وفات کے بعد تیرے حضور دعاؤں کے ذریعہ انکی خدمت کرسکوں۔ ہاں تو میری غمخوردہ والدہ ماجدہ پر بھی نظر رحمت فرما۔ اور میری پھوپھی صاحبہ پر بھی کہ جنہیں والد صاحب سے دوسرے بھائیوں کی نسبت زیادہ محبت تھی۔ اور ان کی عمر میں برکت بخش۔ شرمسار عاجز انکیطرح سے تیرے حضور ملتجی ہوں۔ کہ تو ہمیں اپنی حفاظت میں رکھیو۔ اور خلیفہ وقت کے دامن سے وابستہ۔ اور ہر قسم کی ناپاکی اور گناہ سے بچائیو۔ اور ...

دفتر محاسب کے ذریعہ "الفضل" کا چندہ ارسال کرنیوالے اصحاب

جو دوست دفتر محاسب کے ذریعہ "الفضل" کا چندہ ارسال فرماتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ چونکہ دفتر محاسب سے کئی دن کے بعد روپیہ کی وصولی کی اطلاع دفتر "الفضل" میں پہنچتی ہے۔ اسلئے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ترسیل چندہ کے متعلق عدم اطلاع کی وجہ سے (۱) ایسے اصحاب کے نام وی۔پی ارسال کردیا جاتا ہے یا (۲) اگر پرچہ بند ہوچکا ہو۔ تو جلدی جاری نہیں کیا جاسکتا۔ (۳) اگر کوئی نیا خریدار ہو۔ تو اس کے ارشاد کی تعمیل جلد نہیں کی جاسکتی۔ اس سے احباب کو شکایت پیدا ہوتی ہے۔ اس قسم کی شکایات اور نقصان کے انسداد کے لئے یا تو "الفضل" کا چندہ براہ راست مینیجر "الفضل" کو ارسال کیا جائے۔ یا اگر دفتر محاسب کے ذریعہ بھیجا جائے۔ تو ساتھ ہی بذریعہ خط اس کی اطلاع "الفضل" کو دے دی جائے۔ تاکہ پرچہ جاری کیا جاسکے۔ بصورت دیگر عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر "الفضل" پر عائد نہ ہوگی۔ سیکرٹریان مال براہ کرم چندہ دینے والے اصحاب پر یہ امر واضح کردیں۔

خاکسار مینیجر "الفضل"

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۵ ؍ جولائی - اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت برطانیہ نے ۰۰۰ ۴۴ ۲ روپے اسلحہ ساز فیکٹری ٹریننگ سکیم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے منظور کئے ہیں - اس سکیم سے کئی ہزار دستکاروں کو ہندوستانی اسلحہ ساز کارخانوں کے لئے تربیت دی جائے گی -

لنڈن ۴ ؍ جولائی - آج امریکہ بھر میں آزادی کی ۱۶۵ ویں سالگرہ منائی گئی - لنڈن میں بھی امریکن سوسائٹی نے ایک تقریب منعقد کی - جس میں امریکن سفیر نے تقریر کی - لنڈن کی عمارتوں پر برطانیہ اور امریکہ کے جھنڈے ساتھ ساتھ لہرائے گئے -

امرتسر ۶ ؍ جولائی - میونسپل کمیٹی امرتسر نے امرتسر میں ہوائی حملہ کے خلاف پیش بندی کے طور پر ۱½ لاکھ روپیہ کی لاگت سے پانی کے دو سٹیشن بنانے کا انتظام کیا ہے -

نیو یارک ۵ جولائی - معلوم ہوا ہے کہ لارڈ ہیلی فیکس عنقریب طیارہ کے ذریعہ انگلستان آنے والے ہیں -

کلکتہ ۵ جولائی - بنگالی گورنمنٹ کے محکمہ مال کی تجویز پر کلکتہ کارپوریشن نے ایک سکیم مرتب کی ہے - جس کی رو سے بے سے لوگوں کے لئے عارضی طور پر پناہ گاہوں کا انتظام کیا جائے گا - جو ہوائی حملوں کی وجہ سے بے گھر ہو جائیں گے - ان لوگوں کی خوراک مہیا کرنے کے سوال پر بھی بات چیت ہوئی - اس سکیم کی رو سے ۲۱ ہزار اشخاص کے لئے انتظام کی تجویز کی گئی ہے - اس پر کارپوریشن کا تین لاکھ روپیہ خرچ آئیگا -

لنڈن ۵ ؍ جولائی - کل رات برطانی توپ خانہ نے طبروق پر گولہ باری کی - اور رائل ایر فورس کے جہازوں نے بن غازی اور ڈیز ما پر بمباری کی -

چنگ کنگ ۵ جولائی - چین کے محکمہ خارجہ نے مقامی جرمن نیوز ایجنسی کو حکم دیا ہے کہ اس کے اخباری حقوق چھین لئے گئے ہیں - جرمن ایجنسی کے کے ملازموں کو برطرف کیا جا رہا ہے -

لنڈن ۵ جولائی روم ریڈیو نے اعلان کیا ہے - کہ اٹلی کے تین موٹری ڈویژن روسی جرمن جنگ میں حصہ لینے کی غرض سے آج روم سے روانہ ہو گئے - روانگی کے وقت مسولینی بھی موجود تھا -

لنڈن ۵ جولائی - جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے کہ جرمن فوج نے پرپیٹ کے دلدلوں میں ہزاروں روسی قیدی بنائے ہیں -

لنڈن ۵ ؍ جولائی - رائٹر کا ایک تار مظہر ہے کہ ماسکو ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے - کہ کم از کم سات لاکھ جرمن ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں -

لنڈن ۵ جولائی - جرمنی پر دن کے وقت برطانی ہوائی حملوں کے ساتھ ساتھ شبینہ حملوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے - اگر برطانیہ کے ہوائی حملے اسی رفتار اور اسی شدت سے جاری رہے - تو جرمنی کا مغربی علاقہ خاص طور پر بالکل برباد و تباہ ہو جائے گا -

لنڈن ۵ ؍ جولائی - جاپانی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے - کہ چین کی لڑائیوں میں ایک لاکھ ۹ ہزار ۲۵۰ جاپانی ہلاک ہوئے ہیں - اسی اثناء میں چین کے ۱۰ لاکھ ۵ ہزار سپاہی ہلاک ہوئے -

نئی دہلی ۵ ؍ جولائی - پرانی دہلی میں ایک ٹکسال پکڑی گئی ہے پولیس نے چھاپہ مار کر ۱۵۰۰ سکوں اور ایک ہزار روپے کے مختلف نوٹوں پر قبضہ کر لیا ہے معلوم ہوا ہے اس ٹکسال میں سینکڑوں سکے فی گھنٹے کے حساب سے تیار ہو سکتے ہیں -

لنڈن ۶ ؍ جولائی - اعلان کیا گیا ہے کہ انگریزی غوطہ خور کشتی نے ایک اطالوی کروزر ڈبو دیا ہے - خیال ہے کہ اس کا نام گاریزیا تھا - اور وزن دس ہزار ٹن - اس پر سات سو آدمی کام کرتے تھے - دو ہوائی جہاز اس کے ساتھ رہتے تھے -

لنڈن ۶ ؍ جولائی - کل رات انگریزی ہوائی جہازوں نے مغربی جرمنی پر چھاپے مارے - اور فولادی کارخانوں کے مرکز پر بم گرائے گئے - جرمنی کی سرکاری ایجنسی نے تسلیم کر لیا ہے - کہ بعض مقامات پر انگریزی ہوائی جہازوں نے دھماکے سے پھٹنے والے اور آگ لگانے والے بم گرائے -

لنڈن ۶ ؍ جولائی - مسٹر ایڈن کی تازہ تقریر کو جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم کسی موقعہ پر اور کسی وقت بھی جرمنی سے صلح کی گفت و شنید نہیں کریں گے اور نازیت کو تباہ کر کے چھوڑیں گے یونائیٹڈ سٹیٹس میں بہت پسند کیا گیا ہے - اور ان کے اس قیاس کو بڑی بڑی سرخیوں سے شائع کیا گیا ہے - کہ جرمنی عنقریب صلح کے لئے جوڑ توڑ شروع کر دے گا - لیکن برطانیہ اس کی ہر بات کو ٹھکرا دیگا

لنڈن ۵ ؍ جولائی - شمالی منچوکو سے اطلاع موصول ہوئی ہے - کہ روس کی سرحدوں پر جاپانی فوجیں نقل و حرکت کر رہی ہیں اس کا مقصد روس کے خلاف جاپانی مورچہ کو مضبوط کرنا ہے -

لنڈن ۶ ؍ جولائی - آج روس نے لڑائی کے متعلق جو اعلان کیا ہے اس میں بتایا ہے - کہ روسی فوجیں سب علاقوں میں دشمن کا جان توڑ مقابلہ کر رہی ہیں - بالٹک کی ریاستوں کے مورچہ پر دشمن نے بڑے زور کا حملہ کیا - جہاں ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا - اور وہاں جرمنوں کے بکثرت افراد مرے پڑے ہیں - بیچ کے مورچہ میں جتنی بار جرمنوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی - اتنی بار ہی پیچھے ہٹا دیا گیا - یوکرین کے مورچہ پر موٹر سوار دستوں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی - مگر روسی فوجیں ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہیں -

اس کے مقابلہ میں جرمنوں نے اعلان کیا ہے - کہ کل تک ۳ لاکھ روسیوں کو پکڑ لیا گیا ہے -

لاہور ۶ ؍ جولائی - سندھ کے وزیر اعظم نے آج ایک بیان دیتے ہوئے فرقہ وارانہ اتحاد کے لئے پُر زور اپیل کی - اور کہا جب تک لڑائی جاری ہے - ہمیں چاہیئے کہ اختلاف بھلا کر ایک ہو جائیں -

بمبئی ۶ ؍ جولائی - مسٹر منشی نے جو حال ہی میں کانگرس سے علیحدہ ہوئے ہیں - ایک سوسائٹی قائم کرنے کا اعلان کیا ہے - جس کا نام "اکھنڈ ہندوستان" ہوگا - یعنی ایک ہندوستان جو تقسیم نہ ہو سکے - مسٹر منشی نے اعلان کیا ہے - کہ فرقہ وار معاملات کے فیصلہ کا یہ وقت نہیں ہے - دنیا بدل رہی ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے -

بمبئی ۶ ؍ جولائی - یہاں ابھی تک موسم خراب ہے - سمندر میں طوفان آ رہا ہے - ریل گاڑیوں کے آنے جانے میں ابھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی - پونا جانے والی گاڑیاں ابھی بند ہیں -

ڈھاکہ ۶ ؍ جولائی - آج پھر فرقہ وارانہ فساد ہو گیا - تین آدمیوں کے چھرا گھونپ دیا گیا - جن میں سے ایک مر گیا -

لنڈن ۵ ؍ جولائی - شنگھائی کی اطلاع ہے - کہ جاپانی گورنمنٹ سیام اور ہند چینی میں فوجی اڈے قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے - ہر دو حکومتوں کو ٹوکیو سے مطالبات بھیجے گئے ہیں - کہ وہ جاپان کو مطلوبہ اڈے قائم کرنے کی اجازت دیں -

انقرہ ۵ ؍ جولائی - ماسکو سے اطلاع ملی ہے - کہ آج صبح سوویٹ سپریم کونسل کا اجلاس کئی گھنٹے تک ہوا - اس اجلاس کے فیصلوں کے مطابق سٹالین نے حکم جاری کیا ہے - کہ (۱) روس کا کوئی شہر کھلا قرار نہ دیا جائے - بلکہ ہر جگہ ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے - (۲) روسی فوجوں میں بغاوت پھیلانے کے لئے ففتھ کالمسٹ ایجنٹوں کی کوششوں کو سختی سے دبایا جائے - (۳) دریائے پرتھ کے مورچوں پر روسی فوجیں پیچھے ہٹ جائیں -

انقرہ ۵ ؍ جولائی - ٹرکش ریڈیو کی اطلاع ہے - کہ نیو یارک اور دوسرے اہم تیرہ صنعتی شہروں میں وسیع پیمانہ پر حفاظتی پیش بندیاں کی جا رہی ہیں - اور ان شہروں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا - اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر:- غلام نبی